صوفیانہ ادب میں سیرت نگاری کے رجحانات

پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس☆

Abstract

Sufis always considered to follow Prophet Muhammad(ﷺ) it is the centeral point of religion . The books on Sufism are full of many details and events of Prophet Muhammad's(ﷺ) qualities, wonders and biography. A detailed and coherent book can be compiled with an effort of collecting material from the books of the Sufis. The books available on Seerah usually have a little information about Prophet Muhammad's(ﷺ) spiritual wonders while the writings of the Sufis make the spiritual wonders of Prophet Muhammad(ﷺ) prominent. Both forms of literature, poetry and prose, throw light on different aspects of Prophet Muhammad's(ﷺ) Seerah. A new trend in Seerah-writing could be set by collecting these view points from different writings of the Sufis.

Key Words: Sufis, religion, spiritual wonders, genres, Seerah.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی غایت اولی قرآن کریم نے تزکیہ نفس بیان کی ہے۔[1] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سیرت وکردار کی عظمت سے پاک طینت انسانوں کی جماعت تیار کی یہ آپ کے معجزات میں سے ہے کہ قلیل عرصہ میں پاک دلوں کے حامل، انسانیت کے لیے باعث فخر انسان تیار کئے۔ آپ ﷺ کے وجود اقدس اور تعلیمات کی برکات سے ہر دور میں قدسی صفات انسانوں کا ایک ایسا گروہ

☆ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

موجود رہا جو آپ کی نیابت میں، اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تزکیہ کا یہ فریضہ انجام دیتا رہا۔ ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ ہی کو پیش نظر رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں تزکیہ نفس کا فریضہ انجام دیا۔ فن کی زبان میں ان لوگوں کو صوفی کہا جانے لگا، عین ممکن ہے کہ یہ لقب صفائے قلب کی بنا پر دیا گیا ہو۔(۲) چونکہ صوفیہ کی توجہ آپ کے وجود اور تعلیمات پر تھیں اس لیے کسی بھی زبان میں صوفیانہ ادب تحریر ہو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اطہر کا فیضان صاف نظر آتا ہے۔ صوفیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مختلف واقعات بیان کرتے، ان واقعات کو اصلاح معاشرہ کی بنیاد بناتے، مسائل واحکام کا استنباط کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل، کمالات اور شمائل کے بیان سے لوگوں کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ پیدا کرتے۔ ہم کہہ سکتے ہیں ''صفہ''(۳) کے نقشہ پر ''خانقاہ'' وجود میں آئی اور اس خانقاہ میں صوفی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستنیر ہو کر لوگوں کے قلوب واذہان کو منور کرتا ہے صوفیہ کے مکتوبات، ملفوظات اور تصانیف کا اس زاویۂ نگاہ سے مطالعہ کیا جائے تو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیکڑوں واقعات، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات و فضائل کی عرفانی جہتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ صوفیہ کے تمام کمالات کا منبع ومصدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے اس وجہ سے تذکار صوفیہ کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''جاننا چاہیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش دوسرے تمام افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں کوئی بھی فرد ان کی پیدائش کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا۔(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی کے لطائف بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کئے۔ اس طرح کے نکات سے سیرت کی کتب عموماً خالی ہوتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بقول دونوں مبارک اسماء کی ولایت علیحدہ علیحدہ ہے، اسم مبارک احمد کی م ''طوق عبدیت'' ہے(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اسم احمد سے دی اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے۔ آپ نعمان بدخشی کو لکھتے ہیں: ''اور وہ نبوت جو حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق سے پہلے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھی اس مرتبہ کی نسبت خبر دیتے ہوئے فرمایا: **کنت نبیا و آدم بین الماء والطین**(۶) 'میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے' یہ بات باعتبار حقیقت احمدیہ کے تھی اور اس کا تعلق عالم امر سے ہے اور اس اعتبار سے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو کلمۃ اللہ ہوئے ہیں اور عالم امر سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں، نے آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت ''اسم احمد'' سے دی ہے اور فرمایا ﴿ **مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** ﴾(۷) واقعات سیرت کو صوفیہ نے مختلف متصوفانہ اور معاشرتی مسائل کے حل کے لیے بطور استشہاد بھی پیش کیا۔ گویا صوفیہ نے

سیرت کے واقعہ کو صرف عہد رسالت کا ایک واقعہ نہیں سمجھا بلکہ قرآن وسنت کی روح کے مطابق اس سے زندہ معاشرہ کے مسائل کے حل کی راہیں بھی نکالی ہیں۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نے نبی کریم ﷺ کے ایک خواب کا ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے دیکھا ایک کنواں ہے اس پر ڈول رکھا ہوا ہے، وہ کنواں قلیب ہے (۸) اس سے ڈول کی مدد سے آپ نے تھوڑا سا پانی نکالا پھر ہاتھ روک لیا، بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ آئے اور انہوں نے دو تین ڈول نکالے پھر ان میں کمزوری دیکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور دس بارہ ڈول نکالے اور وہ ڈول بڑا ہو کر غرب بن گیا''۔(۹) اس واقعہ سے شارحین حدیث نے خلافت کی ترتیب ومدت کو بیان کرنا مقصود لکھا۔لیکن صوفی کی نظر کثیر الجہت ہوتی ہے وہ واقعات سے دوسرے نتائج اخذ کرتا ہے۔ اس واقعہ سے خواجہ نظام الدین نے جو نتیجہ نکالا ملاحظہ ہو: ''اس حکایت سے مقصود یہ ہے کہ کنویں کا مقصد پانی ہوتا ہے۔ چاہے اس پر عمارت بنائیں اور اس کو تکلف سے بنائیں یا نہ بنائیں غرض اس سے یہی ہوتی ہے کہ پانی ملے یعنی ہر کام میں پیش نظر مقصد کا حصول رہنا چاہیے''(۱۰) اسی طرح بچوں سے پیار ومحبت کا درس دینا تھا تو واقعات سیرت کو بیان کیا۔ جامع ملفوظات امیر حسن سنجری لکھتے ہیں: ''اسی سال شوال کی چوتھی تاریخ کو ہفتے کو قدم بوسی کی دولت ہاتھ آئی بچوں کی محبت کا ذکر نکلا۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ دیکھا۔ ان کے قریب تشریف لائے۔ ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور دوسرا ہاتھ سر پر رکھا ان کا منہ چوما۔ اس درمیان بندے نے عرض کی کہ ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ رسول ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کی خاطر اونٹ کی آواز نکالی۔ ارشاد ہوا کہ ہاں یہ حکایت مشہور ہے اور لکھی ہوئی ہے اور یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ **نعم الجمل جملکما** 'آپ دونوں کا اونٹ کیسا اچھا اونٹ ہے''۔(۱۱)

جن واقعات سیرت سے اخذ نتائج میں علماء نے اختلاف کیا خواجہ نظام الدین وہاں زیادہ سوالات کو پسند نہ کرتے کیونکہ بات فضائل وکمالات نبوی کی ہے اس لیے کثرت سوال سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کمزور و لاچار انسان مقام نبوی ﷺ کی رفعت کو کیا بیان کرے گا جب خود رب العالمین صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ فوائد الفواد میں ہے: ''پھر معراج کا ذکر چل نکلا۔ ایک عزیز حاضر تھے انہوں نے عرض کی کہ معراج کی کیا نوعیت ہے؟ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا مکے سے بیت المقدس، اسراء تھا۔ اور بیت المقدس سے پہلے آسمان تک معراج تھی اور پہلے آسمان سے قاب قوسین کے مقام تک اعراج، اس عزیز نے دوبارہ سوال میں اضافہ کر کے پوچھا کہ کہتے ہیں کہ جسم کو بھی معراج ہوئی اور روح کو بھی، ہر ایک کو الگ کس طرح ہو سکتی ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ مصرعہ زبان مبارک پر لائے:

تَظُنُّ خَیْرًا وَلَاتَسْئَلُ عَنِ الْخَبَرِ

یعنی اچھا گمان رکھو اور تحقیق حال میں مت لگو۔ اس موقعہ پر فرمایا اس پر بھی ایمان رکھنا چاہیے اور زیادہ تحقیق وتفتیش میں نہیں پڑنا چاہیے۔(۱۲)

صوفیہ کے ہاں سیرت النبی ﷺ کے واقعات کا بیان آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کی غرض سے ہوتا ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ آپ ﷺ کے شمائل اور فضائل وکمالات کا ذکر خانقاہوں میں جاری رہتا ہے کیوں کہ اسوہ حسنہ پر عمل کا جذبہ اسی سے پروان چڑھتا ہے۔ آپ ﷺ کے کمالات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے تو یہ ہے کہ اس دنیا میں تو آپ ﷺ کی عظمت وشان کا جاننا ممکن ہی نہیں کیونکہ یہاں حق و باطل ملا ہوا ہے۔ عظمت نبوی ﷺ کا حقیقی اظہار تو اس وقت ہوگا جب آدم اور سارے انبیاء ومرسلین آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔(۱۳) شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اپنے حال کا رسول اللہ ﷺ کی حالت پر قیاس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے جیسا آدمی نہیں ہوں بلکہ میں تو اپنے پروردگار کے حضور کھاتا پیتا ہوں''(۱۴) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلسلہ خط خالقیت میں آپ ﷺ کا وجود انتہائی نقطہ ارتقاع پر واقع ہے اور مقام عروج عرش بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی شان رفیع کے بارے میں فرمایا ہے ﴿**ورفع بعضھم درجات**﴾، پس اس رفع درجات سے وہی انتہائی درجہ کا ارتفاع مراد ہے جو ظاہری اور باطنی طور پر آنحضرت ﷺ کو حاصل ہے اور یہ وجود باجود جو خیر مجسم ہے مقربین کی سب قسموں سے اعلیٰ و اکمل ہے۔(۱۵) ابن عربی انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو نبی کریم کے خلفاء قرار دیتے ہیں۔ جب بڑا امام موجود ہو تو جانشینوں کا حکم باقی نہیں رہتا۔(۱۶) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام را بأبوۃ یاد میکردند وسائر انبیاء را بأخوۃ علی اجمعھم الصلوات والتسلیمات واگر سائر انبیاء را بہ بنوت یاد می فرمودند ھم گنجائش داشت۔(۱۷)

آپ ﷺ کے فضائل وکمالات میں اخلاق مصطفوی بھی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے **وکان خلقہ القرآن** کہہ کر اس کی وضاحت فرمائی۔ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م:۶۳۲ھ) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں ایک راز پنہاں ہے اور دقیق علمی بات ہے جس کی آپ رضی اللہ عنہا نے وضاحت نہیں فرمائی۔ پھر شیخ سہروردی نے بچپن میں شق صدر کا واقعہ بیان کیا۔ ''نفس مقدس نبوی اور نفوس بشری'' میں فرق کو واضح کیا بعد ازاں لکھا: ''اس وضاحت کے بعد یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد کہ قرآن آپ ﷺ کے اخلاق ہیں، اس میں ایک خاص رمز پنہاں ہے اس سے اشارۂ خفی اخلاق ربانی کی طرف بھی ہوتا ہے ان کو صراحت کے ساتھ یہ بات کہنے میں کہ آپ ﷺ

اخلاق الٰہی سے متصف ہیں، بارگاہ الٰہی سے حجاب و شرم محسوس ہوئی لہٰذا بطور رمز آپ رضی اللہ عنہا نے **کان خلقه القرآن** فرما کر انوار جلال سے شرم کرتے ہوئے اپنے لطیف قول یا لطافت بیان سے اس حقیقت کو پوشیدہ رکھا یہ امر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے وفور علم اور کمال ادب پر دلالت کرتا ہے"(۱۸) فضائل نبوی میں معجزات کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ چونکہ کتب تصوف میں کرامت اور اس سے متعلقہ دیگر تفصیلات درج ہوتی ہیں وہاں صوفیہ، معجزات نبوی کو بھی بیان کرتے ہیں۔ شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (م:۴۶۵ھ) نے حقیقت معجزہ، معجزہ اور کرامت میں فرق جیسے موضوعات پر بحث کی ہے۔ معجزہ کی تعریف بایں الفاظ کرتے ہیں: "**والمعجزة لم تكن معجزة بعينها إنما كانت معجزة لحصولها ومن شرطها اقتران دعوى النبوة فالمعجزة تختص للأنبياء والكرامات للأولياء**"(۱۹) معجزہ فی نفسہ عاجز کرنے والا نہیں ہوتا البتہ اس کا حاصل کرنا عاجز کرنے والا ہوتا ہے۔ اور معجزہ کی شرط یہ ہے کہ دعویٰ نبوت بھی شامل ہو۔ لہٰذا معجزہ انبیاء کے لیے مخصوص اور کرامت اولیاء کے لیے ہے۔

شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں معجزہ اور کرامت کے بارہ میں ایک اور نفیس بحث کی ہے۔ "خبیب صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافروں نے مکہ مکرمہ میں سولی پر چڑھایا تو مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی میں تشریف فرما ہو کر وہ سب کچھ دیکھ لیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتا دیا کہ کفار مکہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم کر رہے ہیں ادھر اللہ تعالیٰ نے خبیب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بھی پردہ ہٹا دیا حتی کہ انہوں نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا سلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش مبارک میں پہنچایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور یہ جواب حضرت خبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں نے سنا اور دعا کی یہاں تک کہ وہ روبہ قبلہ ہوگئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ میں ان کو دیکھنا ایسا فعل تھا جو خارق عادت یعنی معجزہ تھا اسی طرح حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا خارق یعنی ان کی کرامت تھی۔ اس لیے امت کی کرامت درحقیقت نبی ہی کا معجزہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت باقی ہے اس لیے لازمی ہے کہ اس کی حجت بھی باقی رہے۔"(۲۰) گویا کرامات اولیاء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ہیں اور اس جہت سے معجزات کا صدور آج بھی باقی ہے اور یہ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ عبدالحمید صدیقی نے اس نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" لکھی۔ گویا سیرت کا یہ باب صوفیہ کی جہت سے بڑا اہم ہے۔ اس طرح کے مباحث کو عارفانہ اور متکلمانہ سیرت نگاری کا مجموعہ کہا جا سکتا ہے۔ لطائف اشرفی میں کئی معجزات کو بیان کرنے کے بعد اختتام ان سطور پر کیا: "حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری معجزات اور روشن دلیلیں بے شمار ہیں جن کا اندازہ ناممکن

ہے‘‘(۲۱) فضائل کے ساتھ شمائل نبوی کے ذکر کو کتب تصوف میں دیکھنا ہو تو لطائف اشرفی کا ساتواں اور آٹھواں شرف کتب شمائل کا خوبصورت خلاصہ ہے۔(۲۲) اسی طرح عوارف المعارف میں عارف سہروردی نے آپ ﷺ کے بعض معمولات کا تذکرہ کیا۔(۲۳)

نبی کریم ﷺ کی اطاعت واتباع کتب سیرت کا بنیادی مقصد ہے اور سیرت نگار مختلف ارشادات، واقعات سے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ عملی پہلو کی تلقین کرتا ہے۔ اہل تصوف کیونکہ تزکیہ نفس کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور ایک مسلمان کے لیے یہ اطاعت واتباع نبوی کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ کتب تصوف اس مضمون کی عبارات سے بھری پڑی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اتباع کے سات درجات گنوائے (۲۴) جن کا ذکر مفسرین، محدثین اور سیرت نگاروں کے ہاں نہیں ملتا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تو مومنین کو اپنا ذوق بھی ذوق نبی ﷺ کے تابع کرنے کی تلقین کی محبت رسول ﷺ کا معیار ہی اطاعت رسول ﷺ کو قرار دیتے ہوئے یہ مصرعہ لکھا:

ان المحب لمن هواه مطيع (۲۵)

شیخ شہاب الدین سہروردی کا کہنا ہے: ’’اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی متابعت کو بندے سے اپنی محبت کی نشانی قرار دیا ہے اور رسول اکرم ﷺ کی حسن متابعت کی جزا بندے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت رکھی ہے تو اس صورت میں جس شخص کو جتنا وافر حصہ متابعت رسول اکرم ﷺ سے عطا ہو گا اتنا ہی زیادہ حصہ اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے نصیب ہو گا۔ مسلمانوں کے طبقات میں صوفیائے کرام کا طبقہ ہی ایسا ہے جو حسن متابعت میں کامیاب ہوا ہے، اس لیے کہ اس طبقہ نے رسول اکرم ﷺ کے ارشادات کی تعمیل کی اور آپ ﷺ نے جس جس کام کا حکم دیا اس پر ثابت قدمی سے عمل کیا اور جن باتوں سے روکا اس سے رک گئے‘‘۔(۲۶)

صوفیہ نے سیرت سے نسبت وتعلق والی چیزوں پر بھی گفتگو کی۔ اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم واہل بیت کے فضائل وکمالات اور روحانی درجات وفیوضات کا خصوصی تذکرہ تصوف کی ہر کتاب کی زینت ہے۔ صوفیہ نے ان کو اپنا پیشوا ورہنما سمجھا اور ہر صحابی رضی اللہ عنہ اور فرد اہل بیت کے خصائص کو اپنا طریقت بتایا۔ مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیخ سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: پس اقتدای ایں طائفہ بہ بذل مال وحیا وتسلیم امور واخلاص اندر عبادت بہ وی است، رضی اللہ عنہ، ووی بر حقیقت امام حق است اندر حقیقت وشریعت وطریقت وی اندر دوستی ظاہر است (۲۷) ’الغرض صوفیہ کرام جو مال وجان خرچ کرتے ہیں اور بلاؤں میں تسلیم ورضا اور عبادت میں اخلاص برتتے ہیں وہ سب انہیں کی اقتداء میں ہے‘‘ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف صحابہ رضی اللہ عنہم واہل بیت کے حالات وکیفیات کا ذکر ہی نہیں کیا ان کے بارے میں اہل سنت کے موقف کو واضح

بھی کیا۔(۲۸) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے روحانی کمالات کے ساتھ ساتھ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں جمہور کے طرز وفکر وعمل پر روشنی ڈالی۔(۲۹)

صوفیہ نے اپنے احوال و کیفیات کے بیان کے لیے بھی سیرت کے واقعات سے استدلال کیا اور اپنی اصطلاحات کی وضاحت کے لیے استشہاد کا مواد سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فراہم کیا۔ حضرت شیخ علی ہجویری نے مسامرہ اور محادثہ کو کاملان طریقت کی دو حالتیں قرار دیا ہے۔ ان کی وضاحت کرنے کے بعد واقعہ سیرت سے استشہاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''مسامرہ کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال سے وابستہ ہے جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرب خاص سے نوازے تو جبریل علیہ السلام کو براق دے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا تا کہ وہ مکہ سے قاب قوسین تک لے جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ سے ہمراز ہوں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا سے ہم کلام ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک ظہور جلال باری سے سرخ ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل عظمت کی تہ میں متحیر ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ادراک سے رہ گیا۔ زبان مبارک عبارت سے عاجز ہوگئی۔ اس وقت عرض کیا **لا احصی ثناءً علیک** تیری حمد وثنا کرنے سے عاجز ہوں۔(۳۰)

صوفیہ اپنے دور کے اعلیٰ ترین ادب کو تخلیق کرنے والے ہوتے ہیں۔ نثر ہو یا نظم دونوں میں ان کے ہاں عمدہ مضامین ملتے ہیں۔ کتب تصوف کو اگر اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو نثر کے علاوہ ان کے ہاں منظوم کلام درج کرنے کا رجحان بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ فتوحات مکیہ میں اس کی مثالیں بکثرت دیکھی جا سکتی ہیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بتایا اور پھر یہ شعر درج کیا:

ما إن مدحت محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقالتی

لكن مدحت مقالتی بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم(۳۱)

یہ شعر مکتوبات میں متعدد بار نقل ہوا:

محال است سعدی کہ راہِ صفا

تواں رفت جز در پی مصطفی(۳۲)

حضرت جہانگیر سمنانی کی یہ غزل ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مضمون کا حسین وجمیل بیان ہے: چند اشعار درج ذیل ہیں:

روز ظہورِ مظہر سرو دوعالم است

روز ولادت خلف صدق آدم است

آج سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مظہر کے ظاہر ہونے کا دن ہے۔ آج آدم علیہ السلام کے سچے جانشین کی ولادت کا دن ہے۔

بگزشت از ربیع نختیں دوازدہ
روز دو شنبہؔ کہ ز ایام مکرم ست
در وضع جملہ امت واز بہر وضع خلق
وضع نہادہ خویش کہ بہ از وضع آدم ست

(ربیع الاول کی بارہ تاریخ ہوئی تھی، پیر کا دن تھا جو (ہفتے کے) دنوں میں سب سے زیادہ لائق تکریم دن ہے۔

تمام امت اور تمام انسانوں کے طرز زندگی کے لیے آپ ﷺ نے ایک طرز قائم کی جو انسانی فطرت کے مطابق ہے۔)(۳۳)

ولادت کے بعد کے واقعات کا ذکر کرنے سے پہلے یہ اشعار لکھے:

چناں سر برزد آثارِ نبوت
زبعد زادنِ آں بحر اسرار
وگر دریا مدادو چوب اقلام
بود کاغذ ہمہ اوراق اشجار
قلم زن گر بود از جنس اخلاق
بہ پایاں ناید آں ارقامِ آثار

(اس بحر اسرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد نبوت کی اتنی زیادہ نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ کہ اگر سمندر لکھنے کی روشنائی ہو جائیں اور تمام درختوں کی لکڑیاں قلم اور پتے کاغذ بن جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق تحریر کئے جائیں تو تمام وکمال ضبط تحریر میں نہ آسکیں۔)(۳۴)

صوفیہ کرام نے متصوفانہ نقطہ نظر سے سیرت پر باقاعدہ کتب تو تحریر نہیں کیں البتہ مکتوبات، ملفوظات اور دیگر کتب تصوف میں سیرت النبی ﷺ کے عرفانی پہلو پر صوفیہ نے روشنی ضرور ڈالی ہے۔ واقعات سیرت سے صوفیہ نے احوال و کیفیات اور اصطلاحات صوفیہ کا استنباط کیا۔ واقعات سیرت کو زمانی ترتیب پر نہیں بلکہ اصلاح و تربیت کے نقطہ نظر سے بیان کئے گئے ہیں۔ ان واقعات سے مختلف مسائل کا استنباط صوفیہ کی بلند نگاہی، عمیق نظری اور معاشرے کے گہرے مشاہدہ پر دلالت کرتا ہے۔ ان واقعات کو بیان کرنے کے لیے اشعار کا استعمال صوفیہ کے ادب کا مظہر ہے، اگر امہات کتب تصوف کو سامنے رکھ کر واقعات سیرت کو جمع کیا جائے تو سیرت النبی ﷺ کے عرفانی پہلو کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔

ooo

حوالہ جات وحواشی

۱۔ البقرہ: ۱۲۹، ۱۵۱، آل عمران: ۱۶۴، الجمعۃ: ۲

ان آیات پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی نے لکھا: ''مذکورہ آیات میں نبی ﷺ کے اصلی مقصد بعثت کی حیثیت سے جس چیز کا ذکر ہوا ہے وہ تزکیہ ہے' ان آیات میں لفظ تزکیہ کی تقدیم وتاخیر کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے: ''اس تقدیم وتاخیر سے یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ نبی ﷺ کی تمام جدوجہد اور تمام سرگرمیوں کا محور ومقصود دراصل تزکیہ ہی ہے'' ، اصلاحی، امین احسن، تزکیہ نفس، فیصل آباد: ملک سنز، ص: ۱۷

۲۔ ہجویری، سید علی، کشف المحجوب، تحقیق دکتر محمود عابدی، سروش، تہران، ۱۳۸۷، ص: ۴۳

۳۔ ایضاً

۴۔ امام ربانی، شیخ احمد سرہندی، مکتوبات، دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۰

۵۔ مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب: ۹۶

۶۔ یہ الفاظ معروف ہیں مگر صحیح حدیث میں ''بین الروح والجسد'' کے الفاظ ہیں، سنن الترمذی، کتاب المناقب رقم الحدیث: ۳۶۰۵

۷۔ الصّف: ۶/ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۰۹

۸۔ وہ کنواں جس میں چاروں طرف اینٹ پتھر کی عمارت نہ بنائی جائے۔ جس کنواں میں باقاعدہ چنائی ہوتی ہے اسے طوی کہتے ہیں۔

۹۔ نظام الدین اولیاء، فوائد الفواد، جامع امیر حسن سنجری، مترجم خواجہ حسن ثانی نظامی، لاہور: زاویہ پبلشرز، ۱۹۹۸ء، ص: ۳۳۷۔۳۳۸

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً ص: ۳۶۹

۱۲۔ ایضاً ص: ۳۹۶

۱۳۔ دفتر دوم، مکتوب: ۷

۱۴۔ غلام علی مجددی، شاہ، دار المعارف، مرتب: رؤف احمد رافت، مترجم: مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری، گجرات: فضل نور اکیڈمی، ۱۹۷۰، ص: ۱۶۲

۱۵۔ ابن عربی، محی الدین، فتوحات مکیہ، مترجم وشارح: مولوی محمد فضل خان، لاہور: سیرت فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶، ص: ۵۷۔۵۶

۱۶۔ ایضاً ص: ۴۷۹

۱۷۔ دفتر سوم، مکتوب: ۸۸

۱۸۔ سہروردی، شہاب الدین، عوارف المعارف، مترجم شمس بریلوی، لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۹۸ء ص: ۴۰۴۔۴۰۵

۱۹۔ ہجویری، سید علی، کشف المحجوب، تحقیق دکتر محمود عابدی، سروش تہران ۱۳۸۷ ص: ۳۲۷

۲۰۔ ایضاً ص: ۳۳۰۔۳۳۱

۲۱۔ سمنانی، سید اشرف جہانگیر، لطائف اشرفی، مترجم: ایس ایم لطیف اللہ، کراچی، ۲۰۰۲، ص: ۴۹۱

۲۲۔ ایضاً ص: ۴۸۷۔۴۸۸

۲۳۔ ایضاً ص: ۲۹۱۔۲۹۲

۲۴۔ دفتر دوم، مکتوب: ۵۴

۲۵۔ دفتر اول، مکتوب: ۱۶۵

۲۶۔ عوارف المعارف ص: ۱۹۳

۲۷۔ کشف المحجوب ص: ۱۰۱

۲۸۔ جیلانی، شیخ عبدالقادر، غنیۃ الطالبین، مترجم: محمد عبدالاحد قادری، لاہور: قادری رضوی کتب خانہ، ۱۴۳۰ھ، ص: ۱۹۲۔۲۰۱

۲۹۔ دفتر اول مکتوب: ۵۹، دفتر دوم، مکتوب ۳۶۱

۳۰۔ کشف المحجوب: ص ۵۵۶

۳۱۔ دفتر اول، مکتوب: ۴۴

۳۲۔ سعدی، دیوان سعدی، ص: ۴۸

۳۳۔ لطائف اشرفی جلد ۳، ص: ۴۳۸۔۴۳۹

۳۴۔ ایضاً ص: ۴۴۴

○○○